حضرت عثمان ذوالنورینؓ کی رفاہی حکمتِ عملی

حافظ محمد سلیمان اسدی☆

Abstract:

"Hazrat Usman, the third Caliph was a famous businessman and a successful trader. He contributed greatly to the Muslim society. He conducted many philanthropic efforts for the stability of the Islamic State. During the tenure of his caliphate; he allocated funds from Bait-ul-mal for the construction and renovation of buildings. He constructed many new mosques and lot of others were enlarged and extended. Many Guest houses were established in major cities to facilitate the merchants coming from farflung areas. In Iraq, Egypt and Persia numerous canals were dug, which stimulated agricultural development. Moreover, he made many of other developemnt projects in country."

اسلام کی اشاعت اور وسعت پذیری کی ابتدا تو حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں ہوگئی تھی جب کہ اس کو مزید تقویت اور عروج حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں ملا۔ آپ کا زمانہ خلافت (۲۳۔۳۵ھ) تقریباً بارہ سال پر محیط ہے جس میں خلافت کے ابتدائی چھ سال پرامن رہے جب کہ آخری چھ سالوں میں انتشار اور انارکی کا دور دورا رہا۔ اس کے باوجود حضرت عثمانؓ کا زمانہ خلافت کئی پہلوؤں سے متقاضی غور و فکر اور قابلِ تقلید ہے کہ آپ نے اپنے عہدِ خلافت میں خدمتِ خلق اور رفاہِ عامہ کے کام کو صرف وعظ و تبلیغ اور ترغیب و ترہیب تک محدود نہیں رکھا اور نہ ہی صرف چند انفرادی کارنامے انجام دینے پر اکتفا کیا بلکہ اسلامی فلاحی ریاست میں وہ تمام ضروری اقدامات کیے جن سے امن و آشتی، آزادی و حریت اور لوگوں کی معاشی حالت بہتر ہو۔ تاریخ شاہد ہے کہ آپ کے ان مستحسن اقدامات کے باعث معاشرہ میں درماندگی کا خاتمہ

☆ لیکچرار علومِ اسلامیہ، گفٹ یونیورسٹی، گوجرانوالہ

ہوا اور ہر طرف خوش حالی وآسودگی پھیلی۔ چنانچہ ابن کثیر امام بخاری کی کتاب تاریخ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ:

"وقال البخاری فی التاریخ بحد ثنا موسیٰ بن اسماعیل حدثنا مبارك بن فضالة قال سمعت الحسن یقول: ادرکت عثمان علی مانقموا علیه، قل مایاتی علی علی الناس یوم الاوهم یقسمون فیه خیراً یقال لهم :یا معشر المسلمین !اغدوا علی اعطیاتکم فیاخذونها وافرة، ثم یقال لهم اغدوا علی ارزاقکم، فیاخذونها وافرة، ثم یقال لهم اغدوا علی السمن و العسل۔ الاعطیات جاریة، والارزاق داره، والعدو متقی و ذات البین حسن، والخیر کثیر و ما من مومن یخاف مومناً و من لقیه فهو اخوه قد کان من الفته و نصیحته و مودة۔"(۱)

ترجمہ: (امام بخاریؒ نے تاریخ میں کہا ہے کہ مبارک بن فضالہؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بصریؒ سے فرماتے ہوئے سنا۔ باوجودیکہ لوگ حضرت عثمان کی عیب جوئی کرتے تھے مگر میں نے دیکھا کہ لوگوں میں روزانہ مال تقسیم ہوا کرتا تھا۔ انہیں کہا جاتا تھا، مسلمانو! صبح سویرے عطیات حاصل کرو! سولوگ وافر عطیات حاصل کرتے تھے پھر انہیں کہا جاتا تھا، رزق حاصل کرو۔ سووہ وافر رزق وصول کرتے تھے۔ پھر انہیں کہا جاتا تھا گھی اور شہد لے لو، چنانچہ وہ لیتے تھے۔ غرض عطیات کا دریا بہہ رہا تھا۔ دشمن پر خوف طاری تھا اور مسلمانوں میں باہم محبت تھی، خیر و برکت کی کثرت وفراوانی تھی اور کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان سے خوف زدہ نہیں تھا۔ جوجس سے ملتا تھا وہ اس کا بھائی ہوتا تھا۔ ایک دوسرے کی محبت، الفت اور خیر خواہی وخیر اندیشی مطلوب تھی۔)

حضرت عثمانؓ کے دور میں ایک طرف مال و دولت کی فراوانی اور بہتات اور دوسری طرف آپ لوگوں کے حالات سے بخوبی آگاہی رکھنے کی کوشش کرتے تھے تاکہ ان کے حالات سے واقف ہو کر اس کا ممکنہ حل تلاش کیا جائے۔ چنانچہ ابنِ کثیرؒ فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبلؒ موسیٰ بن طلحہؒ سے روایت کرتے ہیں کہ:

" وهو علی المنبر والموذن یقیم الصلوة وهو یستخبر الناس یسالهم عن اخبارهم واسفارهم"(۲)

ترجمہ: (کہ آپ منبر پر تشریف فرما تھے، اور موذن اذان کہہ چکا تھا۔ آپ لوگوں کے حالات دریافت فرماتے، ان سے ان کی خبریں اور سفر کے حالات پوچھتے تھے۔)

اس طرح کی ایک روایت ابن سعد نے بھی موسیٰ بن طلحہ سے نقل کی ہے:

"رایت عثمان یخرج یوم الجمعة۔ وعلیه ثوبان اصفران ۔فیجلس علی المنبرفیوذن الموذن وهو یتحدث یسال الناس عن اسعارهم وعن

مرضاهم"(۳)

ترجمہ: (میں نے حضرت عثمانؓ کو دیکھا آپ جمعہ کے لیے تشریف لائے، آپ پر دو زرد کپڑے تھے۔ منبر پر بیٹھے، مؤذن نے اذان دی اور آپ لوگوں سے باتیں کرتے تھے۔ ان سے ان کے سفر کا حال دریافت فرماتے تھے۔ ان کی خبریں پوچھتے تھے اور مریضوں کی صحت کے متعلق معلوم کرتے تھے۔)

یہی وجہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کا نقطہ نظر تھا کہ چونکہ بیت المال میں موجود رقم عوام کی ہے نہ کہ خلیفہ وقت کی۔ لہٰذا اسے انہی کے مصارف میں خرچ کیا جائے خصوصاً وہ لوگ جو مختلف دینی کاموں میں مصروف ہیں ان کے روزینے مقرر کیے جائیں اور محتاج اور ضرورت مندوں کی حاجات کو پورا کرنے کے لیے انہی مخصوص رقم عطا کر دی جائے اور اس کے علاوہ حضرت عمر فاروقؓ کے عمل کو جاری رکھتے ہوئے بعض خاص مواقع کی مناسبت سے بیت المال سے مقررہ وظائف کے علاوہ مزید ادائیگیاں بھی کی جائیں۔ چنانچہ ابن کثیر اور طبری نے امام شعبیؒ کے حوالہ سے ان کا قول نقل کرتے ہیں کہ:

" واما قول الشعبی، انه زاد الناس مائة مائة ،یعنی فی کل واحد من جند المسلمین، زاده علی ما فرض له عمر مائة درهم من بیت المال وکان عمر قد جعل لکل نفس من المسلمین فی کل لیلة من رمضان درهما من بیت المال یفطر علیه۔ ولامهات المومنین درهمین درهمین، فلما ولی عثمان اقر ذلك وزاده، واتخذ سماطاً فی المسجد ایضاً للمتعبدین والمعتکفین وابناء السبیل والفقراء والمساکین "(۴)

ترجمہ: (حضرت عمرؓ رمضان المبارک میں رعایا کے ہر مسلمان فرد کو روزہ افطار کرنے کے لیے روزانہ ایک درہم اضافی طور پر دیا کرتے تھے۔ جب کہ امہات المومنینؓ کو اس مقصد کے لیے روزانہ دو دو درہم ادا کیا کرتے تھے۔ اور پھر ان کے بعد جب حضرت عثمانؓ خلیفہ بنے تو انہوں نے اس سلسلہ کو نہ صرف جاری رکھا بلکہ اس میں مزید اضافہ کیا۔ آپ نے مسجد نبوی میں عبادت گزاروں، اعتکاف بیٹھنے والوں، مسافروں، فقیروں اور مسکینوں کے لیے عام دستر خوان بھی بچھا دیا۔)

ڈاکٹر طٰہٰ حسین لکھتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے محض وظائف میں اضافہ نہیں کیا بلکہ مورخین نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ آپؓ نے مختلف شہروں سے وفود طلب کیے، تا کہ لوگ وظائف اور مراعات پا سکیں۔ اخراجات میں اضافہ کی یہ وہ مد تھی جسے حضرت عمرؓ جاری نہیں کر سکے تھے۔ حضرت عمرؓ نے مدینہ والوں کے لیے رمضان کے دنوں میں جو خصوصی اضافہ منظور کیا تھا، وہ ہر ایک کے لیے روزانہ ایک ایک درہم اور ازواج مطہراتؓ کے لیے دو دو درہم تھا۔ جہاں تک یہ اضافہ اگر چہ ان کے فارغ البالی اور فیاضی پر دلالت کرتا ہے وہاں ان کے اپنے رعایا پر حسن سلوک اور ان کی دلجوئی پر بھی عیاں ہے۔(۵)

حضرت عثمانؓ کا نقطہ نظر یہ تھا کہ لوگوں کی خبر گیری کی جائے اور ان کے حالات سے آگاہی

حاصل کر کے حتی المقدور ان کی معاونت کی جائے۔لیکن دوسری طرف احتیاط کا یہ حال تھا کہ آپ نہ خود بیت المال سے کچھ لیتے اور نہ مال دار لوگوں کو نوازتے تھے۔ چنانچہ امام سرخسیؒ فرماتے ہیں:

"اما عثمان رضی اللّٰہ عنه فکان لا یاخذ شیاً من بیت المال لثروته ویساره"(۶)

ترجمہ: (مال و دولت کی فراوانی اور خوشحالی کی بنا پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیت المال سے کسی قسم کی کوئی چیز (یعنی وظیفہ) نہیں لیا کرتے تھے۔)

بہر حال حضرت عثمان بن عفانؓ کا موقف یہ تھا کہ امیر المومنین اگر مالدار ہے تو اسے بیت المال میں سے کوئی وظیفہ نہیں لینا چاہیے۔ چنانچہ وہ خود بھی بیت المال سے کچھ نہیں لیتے تھے۔

حضرت عثمانؓ چونکہ ایک فیاض انسان تھے۔ اللہ کی راہ میں اپنی دولت بے حساب خرچ کرتے تھے اور بیت المال کی آمدن میں بہتات کے وقت وقتاً فوقتاً بیت المال کو پیش نظر رکھتے ہوئے لوگوں کے لیے وظائف کی مقدار بڑھاتے اور کم کرتے رہتے۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں کہ:

"ولما فتحت هذه البلاد الواسعة کثرالخراج علی عثمان، واتاه المال کل وجه، حتی اتخذ له الخزائن وادَرَّالارزاق۔ وکان یامر للرجل بمائة الف بدرة فی کل بدرة اربعة آلاف اوقیة"(۷)

ترجمہ: (اور جب کثرت سے ممالک فتح ہوئے تو حضرت عثمان کے پاس خراج کی کثیر رقم آئی اور ہر طرف سے مال اس حد تک ان کے پاس آیا کہ آپ نے مال و دولت کے لیے خزانے تعمیر کرائے اور مستحق لوگوں کو بہت زیادہ وظائف دیے۔ آپ نے ہر آدمی کے لیے ایک لاکھ ہمیانی کا حکم دیا۔ ہر ہمیانی میں چار ہزار اوقیہ تھا' اور ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔)

بہر حال حضرت عثمانؓ نے لوگوں کی نفع رسانی کے لیے ان تھک محنت کی اور اسے پوری طرح عملی جامہ پہنانے کے لیے بہت سے رفاہی کارنامے انجام دیے۔

نومولود بچوں کے لیے وظائف

حضرت عثمانؓ اور ان سے پہلے حضرت عمرؓ کا بھی یہی معمول تھا کہ آپؓ نومولود بچوں کے حق میں ان کی تاریخ ولادت سے ہی وظائف مقرر کر دیتے تھے اور اس کے بعد ان کی عمر میں اضافے کے ساتھ ساتھ ان کے وظائف کی رقم میں بھی اضافہ کرتے رہتے تھے۔ اس سلسلہ میں ہمیں حضرت عثمانؓ کے طرزِ عمل کے بارے میں جو روایات ملی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عثمانؓ نومولود بچوں کے لیے پہلے پچاس درہم سالانہ کے حساب سے وظیفہ مقرر کرتے تھے اور جب اس کی عمر ایک سال ہو جاتی تھی تو وظیفہ کی رقم بڑھا کر ایک سو درہم کر دیتے تھے۔

ابوعبید القاسم اور ابن کثیرؒ دونوں محمد بن ہلال کی سند سے ان کی دادی کا قول نقل کرتے ہیں کہ:

"وکان تدخل علی عثمان وھومحصور ۔ فولدت ھلالاً، ففقدھا یوماً فقیل له: انھا قد ولدت ھذه اللیلة غلاماً، قالت: فارسل اِلَیَّ بخمسین درھماً وشقیقة سنبلانیة،وقال: ھذا عطاء ابنك وکسوته، فاذا مرت به سنة رفعناه الی مائة"(۸)

ترجمہ: (اور وہ امام مظلومؓ کے محصور ہونے کے ایام میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا کرتی تھی اسے ہلال پیدا ہوا لیکن ایک دن جب وہ نہیں آئی تو انہوں نے اپنے گھر والوں سے اس عورت کے بارے میں دریافت کیا کیا وجہ ہے وہ خاتون نظر نہیں آ رہی؟ بتایا گیا کہ آج رات چونکہ اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے اس لیے نہیں آئی۔ وہ خاتون کہتی ہے کہ حضرت عثمانؓ کو یہ معلوم ہوا تو انہوں نے مجھے پچاس درہم اور کپڑے کا ایک لمبا ٹکڑا بھجوایا اور یہ کہلا بھیجا کہ یہ تمہارے بیٹے کا وظیفہ اور لباس ہے۔ جب اس کی عمر ایک سال ہو جائے گی تو ہم یہ وظیفہ بڑھا کر ایک سو درہم کر دیں گے۔)

غلام کا وظیفہ

حضرت عمرؓ کی طرح حضرت عثمانؓ بھی غلام کے لیے کوئی باقاعدہ وظیفہ نہیں مقرر کرتے تھے البتہ وہ انہیں گزارہ الاؤنس بہرحال دیا کرتے تھے۔ ہاں اگر وہ سرکاری ملازم ہوتے تو پھر انہیں ان کے منصب کے مطابق تنخواہ دی جاتی۔ امام بیہقیؒ روایت نقل کرتے ہیں کہ:

"ان زید بن ثابت کان فی امارة عثمان علی بیت المال ، فدخل عثمان فابصر وھیباً یعینھم فقال: من ھذا؟ فقال :مملوك لی، فقال :اراہ یعینھم افرض له الفین، قال: ففرض له الفاً او قال: الفین"(۹)

ترجمہ: (حضرت عثمانؓ کے دور میں بیت المال کی ذمہ داری حضرت زید بن ثابتؓ کے سپرد تھی۔ ایک موقع پر حضرت عثمانؓ بیت المال کے معائنہ کے لیے تشریف لے گئے تو دیکھا کہ ایک غلام ان کے معاون کے طور پر کام کر رہا ہے۔ آپ نے دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہے؟ حضرت زیدؓ نے فرمایا کہ یہ میرا غلام ہے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ یہ شخص چونکہ ان کے معاون کے طور پر کام کر رہا ہے۔ اس لیے اس کا دو ہزار درہم کے حساب سے وظیفہ مقرر کر دیا جائے۔ چنانچہ حضرت زید بن ثابتؓ نے ان کا ایک ہزار درہم اور بقول بعض حضرات کے دو ہزار درہم وظیفہ مقرر کر دیا۔)

اس طرح ہارون بن عنترہ اپنے والد سے یہ روایت کرتے ہیں کہ:

"شھدت علیاً وعثمان یرزقان ارقاء الناس"(۱۰)

ترجمہ: (میں نے حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کو لوگوں کے غلاموں کے لیے بیت المال میں سے وظائف مقرر کرتے دیکھا ہے)

مؤذنین کے لیے وظائف کا تقرر

حاکم وقت اس بات کا مجاز ہے کہ وہ مسلمانوں کی مصلحتِ عامہ پر مامور مختلف خدمات انجام دینے والے افراد کے لیے با قاعدہ وظیفہ اور تنخواہ مقرر کرے جیسے اذان دینا، نماز کی امامت کرنا، قضاء سے متعلقہ ذمہ داریوں کو ادا کرنا، قرآن مجید کی تعلیم و تدریس وغیرہ۔ چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت عثمانؓ کا بھی یہی طرزِ عمل تھا کہ وہ ایسے لوگ جو مفادِ عامہ کے لیے اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں ان کی باقاعدہ تنخواہ اور وظیفہ مقرر کیا جائے۔ البتہ اس مقصد کے لیے وہ کسی کو اُجرت پر نہیں رکھا کرتے تھے۔ چنانچہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ:

''قد ارزق الموذنين امام هدى عثمان بن عفان ''(۱۱)

ترجمہ: (حضرت عثمانؓ موذنین کو باقاعدہ تنخواہ دیا کرتے تھے)

وظائف کی وراثت میں منتقلی

حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے عہد خلافت میں جن لوگوں کے وظائف مقرر کیے تھے، اگر ان میں سے کوئی مرجاتا، اس بارے میں آپ کا طرزِ عمل یہ تھا کہ بقدرِ حیات اس کا وظیفہ ان کے اہل وعیال کے سپرد کر دیتے، چنانچہ ابو عبیدؒ نے نقل کیا ہے کہ:

''ان رجلاً مات بعدثمانية اشهر من السنة فاعطاه عمر بن الخطاب ثلثی عطائه ''(۱۲)

ترجمہ: (کہ ایک شخص (جس کا وظیفہ مقرر تھا) آٹھ ماہ گزرنے کے بعد انتقال ہو گیا تو حضرت عمر بن الخطابؓ نے اس کے وظیفہ کا دو تہائی حصہ دیا۔)

تو حضرت عثمانؓ نے بھی اسی طرزِ عمل کو برقرار رکھتے ہوئے یہی فیصلہ کیا کہ اگر کوئی شخص جس کا بیت المال میں وظیفہ مقرر ہے، دوران سال فوت ہو جاتا ہے تو اس کے ورثاء کو اس کا وظیفہ ادا کر دیا جائے۔ چنانچہ ابو عبید القاسمؒ نے نقل کیا ہے کہ:

"قال الزبير لعثمان بعد ما مات عبدالله بن مسعود :اعطنی عطا عبدالله ، فعيال عبدالله احق به من بيت المال، فاعطاه خمسة عشر الفاً''(۱۳)

ترجمہ: (حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فوت ہو گئے تو حضرت زبیر بن العوام، حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے کہا کہ عبداللہ بن مسعودؓ کا وظیفہ مجھے دیجئے۔ اس لیے کہ عبداللہ بن مسعودؓ کے اہل وعیال اس رقم کے زیادہ مستحق ہیں۔ چنانچہ ان کے اس مطالبہ پر حضرت عثمانؓ نے پندرہ ہزار درہم ادا کرنے کا حکم دے دیا۔)

اسی طرح آپؓ نے اپنے دور خلافت میں رفاہ عامہ کے لیے اور بھی بہت سے کارنامے انجام دیے اور ان تمام سے مقصود رعایا کی خوشحالی اور فلاح و بہبود تھی۔ اس لحاظ سے دیگر خلفاء کی نسبت آپ کا

زمانہ خلافت ملتِ اسلامیہ کے لیے عہد زریں تھا اور اس کی بیشتر مثالیں تاریخ میں موجود ہیں، مثال کے طور پر:

مہمان خانوں کی تعمیر

علامہ طبری اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ کوفہ میں مہمان خانہ نہ ہونے کی وجہ سے ابوسمال الاسدی اپنے مکان میں مسافروں کو رکھتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کا مکان بھی دارالضیافت کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ بوقت ضرورت مہمان اس میں اُترتے تھے۔ جب امیر المومنینؓ کو اس صورتِ حال کا علم ہوا تو فرماتے ہیں کہ:

''فاتخذ موضع دارعقیل دارالضیفان و دار ابن هبار''(۱۴)

ترجمہ: (آپ نے عقیل اور ابن ہبار کے مکانات (خرید کر) مہمان خانہ بنوادیا۔)

دوسری روایت میں ہے کہ:

''فاتخذ عثمان للاضیاف منازل''(۱۵)

ترجمہ: (حضرت عثمانؓ نے مہمانوں کے لیے کئی مکانات بنوائے۔)

چشمے اور کنویں

رفاہ عامہ کے لیے آپ نے چشمے اور کنویں بنوائے مثلاً:

ا۔ پینے کے پانی کا کنواں کھدوایا۔(۱۶)

ب۔ فید کے مقام پر جو نجد میں عراقی حاجیوں کا پڑاؤ تھا آپ نے ایک چشمہ کھدوایا۔(۱۷)

ج۔ بئر السائب، نجد کے راستے میں مدینہ طیبہ سے چوبیس میل کے فاصلہ پر حضرت عثمانؓ نے عوام الناس کے لیے کنواں کھدوایا۔ جس کا نام السائب ہے۔(۱۸)

د۔ ضریۃ مدینہ طیبہ سے سات منزل اور مکہ مکرمہ سے دس منزل دور نجد میں ایک بستی تھی، یہاں ایک بہت بڑی چراگاہ تھی۔ حضرت عثمان نے اپنے عہد خلافت میں اس چراگاہ کو وسیع فرمایا اور بنی ضبیعہ سے پانی کا ایک چشمہ خریدا اور چراگاہ سے باہر ایک چشمہ کھدوایا۔(۱۹)

بیر اریس اور قلعے

ابن شبہ، ابوغسان سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان نے بئر اریس خریدا، اس میں ایک قلعہ تھا، اسے دومہ کہتے تھے۔ اسے حضرت عثمانؓ نے انصار کے ایک قبیلہ سے خریدا اور اس میں کیدمہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کا قلعہ تھا۔ جو انہوں نے چالیس ہزار دینار پر حضرت عثمان کے پاس بیچ دیا تھا۔۔۔ یہ کل سات قلعے تھے۔ آپ نے اس سب کو ایک احاطہ میں جمع کر دیا اور ان کو ذوی القربیٰ، فقراء، مساکین، یتامیٰ اور مسافروں کے لیے وقف کر دیا۔(۲۰)

چوکیاں اور سرائیں

علامہ معین الدین ندویؒ تحریر فرماتے ہیں کہ ملکی انتظام اور رعایا کی آسائش دونوں لحاظ سے ضرورت تھی کہ دارالخلافہ کے تمام راستوں کے سہل اور آرام دہ بنا دیا جائے، چنانچہ حضرت عثمانؓ نے مدینہ کے راستہ میں موقع بہ موقع چوکیاں سرائیں اور چشمے تیار کرا دیے۔ چنانچہ نجد کی راہ میں مدینہ سے چوبیس میل کے فاصلے پر ایک نہایت نفیس سرائے تعمیر کی گئی، اس کے ساتھ ایک مختصر بازار بھی بسایا گیا۔ نیز شیریں پانی کا ایک کنواں بنایا گیا۔ جو بئر السائب کے نام سے مشہور ہے۔ (۲۱)

بندمہزور

مدینہ خیبر کی سمت سے نشیب میں ہے اس لیے یہاں کبھی کبھی نہایت ہی خطرناک سیلاب آیا کرتا تھا جس سے شہر کی آبادی کو بڑا نقصان پہنچتا تھا۔ اس لیے حضرت عثمانؓ نے مدینہ سے تھوڑے فاصلہ پر مدری کے قریب ایک بند بندھوایا اور نہر کھدوا کر سیلاب کا رخ دوسری طرف پھیر دیا۔ اس سے مدینہ کی آبادی بالکل محفوظ ہوگئی۔ اس بند کا نام بندمہزور ہے۔ رفاہ عامہ کی تعمیرات میں یہ خلیفہ ثالث کا ایک بڑا کارنامہ ہے۔ (۲۲)

جنت البقیع کی توسیع

آپؓ نے لوگوں کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے مدینہ میں موجود بقیع کی شرقی جانب حش کوکب (باغ تھا) کو خریدا اور پھر اسے مقبرہ (جنت البقیع) میں شامل کر دیا۔ (۲۳)

مسجد حرام کی توسیع

واقدیؒ کا قول ہے کہ ۲۶ھ میں حضرت عثمانؓ نے انصاب حرم کی تجدید کا حکم دیا اور مسجد حرام کو وسیع کیا۔ قرب وجوار کے لوگوں میں سے بعض نے تو اپنے مکان بیچ دیے۔ لیکن بعض نے انکار کیا۔ ان کے مکان گرا دیے گئے اور ان کی قیمتیں بیت المال میں جمع کرا دیں۔ وہ حضرت عثمانؓ کے پاس آ کر شور وہنگامہ کرنے لگے آپ نے انہیں قید کر دینے کا حکم دیا اور فرمایا۔ ''**اتدرون ما جراکم علی؟ ماجرا کم علی الا حلمی**'' جانتے ہو کہ تمہیں کس چیز نے اتنا جری اور گستاخ کر دیا؟ تمہیں سوائے میرے حلم کے اور کسی چیز نے مجھ پر جری نہیں کیا۔ تمہارے ساتھ عمرؓ نے بھی یہی معاملہ کیا مگر تم ان کے سامنے زبان تک نہ ہلا سکے۔ پھر عبداللہ بن اسید نے ان اشخاص کے متعلق سفارش کی اور آپ نے انہیں رہا کر دیا۔ (۲۴)

اس طرح آپ نے حرم بیت اللہ کی خدمت کا شرف پایا اور مسجد حرام کی توسیع وتعمیر کے اعزاز سے معزز ہوئے۔ اس نوعیت کے بہت سے کارنامے آپ کی سیرت طیبہ میں ملتے ہیں جس سے آپ کے دل ودماغ میں رعایا کی خوش دلی اور معاونت کا پتہ چلتا ہے۔ آپ بخوبی جانتے تھے کہ خلافت پر متمکن ہونے کا مقصد ہی رعایا کی خدمت گزاری ہے۔

حوالہ جات

۱۔ ابنِ کثیر، ابوالفداء اسماعیل بن کثیر الدمشقی, البدایۃ والنہایۃ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان: ۲۰۰۱ء، ۲۰۶/۷

۲۔ مصدر نفسہ، ۲۱۵/۷

۳۔ السیوطی، جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر، تاریخ الخلفاء، ناشر نور محمد، کارخانہ تجارت کتب، کراچی: س ن، ص ۱۶۴

۴۔ البدایۃ والنہایۃ، ۱۴۴/۷

۵۔ طہٰ حسین، ڈاکٹر، الفتنۃ الکبریٰ عثمان نفیس اکیڈمی، کراچی: س ن ص ۸۴

۶۔ السرخسی، ابومحمد بن احمد بن ابی سہل، المبسوط، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان: ۲۰۰۱ء، ۲۳/۳

۷۔ تاریخ الخلفاء، ص ۱۵۵، ۱۵۶

۸۔ البدایۃ والنہایۃ، ۲۰۵/۷

۹۔ البیہقی، ابوبکر احمد بن الحسین بن علی، السنن الکبریٰ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان: ۱۹۹۹ء، ۵۶۶/۶

۱۰۔ مصدر نفسہ، کتاب قسم الفیء والغنیمۃ، باب من قال یقسم للحر والعبد، ص ۵۶۶/۶ ورقم حدیث ۱۲۹۸۵

۱۱۔ مصدر نفسہ، کتاب الصلوٰۃ، باب رزق الموذن، ۶۳۱/۱ ورقم حدیث ۲۰۱۹

۱۲۔ کتاب الاموال، ص ۳۳۳

۱۳۔ مصدر نفسہ، ص ۳۳۲

۱۴۔ طبری، ابوجعفر محمد بن جریر، تاریخ الرسل والملوک، ۲۷۳/۴

۱۵۔ المرجع السابق

۱۶۔ المرجع السابق ۲۸۲/۴

۱۷۔ السمہودی، نورالدین ابوالحسن علی بن عبداللہ بن احمد، وفاء الوفاء، ۱۱۰۲/۳

۱۸۔ المرجع السابق جز ۱۱۳۸/۳

۱۹۔ المرجع السابق، جز ۱۰۹۳/۳، ۱۰۹۴

۲۰۔ المرجع السابق ۹۴۴/۳

۲۱۔ المرجع السابق ۱۰۷۸/۳

۲۲۔ المرجع السابق ۲۱۷/۲

۲۳۔ المرجع السابق، ۹۱۳/۳، ۹۱۴

۲۴۔ تاریخ الرسل والملوک، ۳۱۰/۴